AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783
https://aljamei.com/index.php/ajrj

"تعلیق ممجد شرح مؤطا امام محمد" کا منہج و اسلوب (ایک اجمالی جائزہ)

Methodology and Style of "Taliq-E-Mumajjad Shrah Mo'atta Muhammad"(A Concise Overview)

Kashifa Hakam joya
PhD scholar Department of Islamic studies The Islamia university of Bahawalpur
kashifahakim@gmail.com
Muti Ullah
PhD scholar Department of Islamic studies the Islamia university of Bahawalpur
muttiullahbwn@gmail.com
Tanveer Ahmad
PhD scholar Department of Islamic studies The Islamia university of Bahawalpur
tanveeruchvi@gmail.com

Abstract

The scholarly endeavor of interpreting and explicating Hadith literature has been a cornerstone in preserving the Islamic scholarly tradition, with numerous works dedicated to this purpose across centuries. "Taliq.e.Mumajjad",a distinguished commentary on "Muwatta Imam Muhammad", stands out as a significant contribution to this intellectual heritage. This article offers a concise overview of the methodology and style employed in "Taliq-e-Mumajjad", aiming to illuminate its unique approach to interpreting one of the foundational texts of Hadith.The analysis begins by contextualizing "Taliq-e-Mumajjad" within the broader landscape of Islamic scholarship, highlighting its significance in the study of Hadith and Islamic jurisprudence. It delves into the author's scholarly background, shedding light on how his academic and spiritual journey influenced the development of this work. Furthermore, the article explores the methodological framework adopted in "Taliq-e-Mumajjad", examining the principles and criteria set forth for interpreting Hadiths and discussing how these align with or diverge from established scholarly traditions.By providing an analytical overview of "Taliq-e-Mumajjad", this article aims to contribute to the appreciation of the rich scholarly tradition within Islam. It underscores the importance of methodology and style in the interpretation of Hadith literature, highlighting how "Taliq-e-Mumajjad" exemplifies a rigorous and nuanced approach to understanding the teachings of the Prophet Muhammad (Peace be upon him).Through this exploration, the article seeks to foster a deeper

understanding of "Taliq-e-Mumajjad" as a vital text that continues to inspire and inform Islamic scholarship.

Keywords: *Ta'leeq-e-Mamjad, Mu'ta Muhammad, Muhammad bin Hasan, Abdul Hay Lucknowi, Manij and style, Overview*

تمہید:

قرآن وسنت شریعتِ اسلامیہ کی اساس وبنیاد ہیں، البتہ قرآن کو اولیت حاصل ہے، لیکن علومِ قرآن بغیر سنت نبوی حاصل نہیں ہوسکتے۔ قران کو سمجھنا ہے تو ارشادات رسول اور سنن نبویہ کا سہارا لینا ضروری ہے، عہدِ صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان سے لے کر آج تک نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی احادیث کو جمع کرنے کے لئے بڑی محنتیں اور مشقتیں کی گئی ہیں جیسا کہ امام بخاری، امام حَفْص بن غِیاث، امام ہَیّاج بن بِسطام، امام ابو حاتم رازی رحمۃُ اللہِ علیہم کی کوششیں ہیں، ان یگانۂ روز گار ہستیوں کی ہی برکات و محنتیں ہیں کہ آج ہمارے پاس کثیر کتبِ احادیث موجود ہیں۔

ان مقدس ہستیوں میں ایک عظیم الشان نام محرر مذہب حنفی حضرت امام محمد بن حسن شیبانی کا ہے جنھوں نے خدمتِ حدیث میں وہ عظیم الشان کارنامہ سر انجام دیا کہ جو تاریخ کے اوراق پر سنہری حروف سے مرقوم ہے، آپ نے ایک کتاب موطا محمد کے نام سے لکھی جس کی مختلف شروحات و حواشی لکھے گئے اور ان میں سے نمایاں مقام جس کو ملا ہے وہ علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ کا حاشیہ تعلیق ممجد ہے، اس تحریر میں اس کا اجمالی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

مؤطاامام محمد کا تعارف:

مؤطا کا لفظ وطی سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ روندنے کے ہیں۔ مؤطا محمد دراصل مؤطاامام مالک کا دوسرا نام ہے امام مالک نے جو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعہ تیار فرمایا اس کا نام انہوں نے مؤطا رکھا جو کہ باب وطی یوطی توطیۃ کا اسم مفعول ہے۔ جس کا معنی ایسا راستہ جس پر لوگ کثرت سے چلیں گویا یہ الصراط المستقیم کا ترجمہ ہے۔

مؤطا محمد کی سند:

امام محمد نے اس کتاب کو امام مالک علیہ الرحمہ سے روایت کیا ھے اور اس میں بعض احادیث اور دیگر مفید اشیاء کا اضافہ بھی فرمایا ہے۔ اس کتاب کو ایک دو نہیں بلکہ محدثین کی ایک جماعت روایت کرتی تھی جیسا کہ "حافظ الحدیث ابن ناصر الدین "مؤطا کے اس نسخہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

> "ہم سے محدثین کی ایک جماعت نے اسکو روایت کیا ہے۔ پھر انہوں نے اپنی دو اسناد سے اس کتاب کو روایت فرمایا ھے ہم ایک سند کا ذکر کر رہے ہیں۔ وہ عمر بن محمد بن ملقن سے واحمد بن علی الکردی سے وہ

عیسی بن سلامہ سے وہ محمد بن عبد الباقی سے وہ احمد بن حسین خیرون سے وہ عبد الغفور بن مؤدب سے وہ محمد بن
احمد الصواف سے وہ بشر بن موسی سے وہ احمد بن محمد سے اور وہ امام محمد بن حسن الشیبانی سے مؤطا کا کامل نسخہ
روایت کرتے ہیں"۔ [1]

مؤطا امام محمد پر ائمہ کی خدمات:

اس کتاب کے رواۃ پر مستقل ایک کتاب حافظ الحدیث قاسم بن قطلوبغا نے لکھی ھے جس کا تذکرہ حافظ سخاوی نے کیا ہے۔

"مؤطا امام مالک کے مشہور شارح امام ابن عبد البر المالکی" نے مؤطا کی اسناد و متون پر مستقل دو شروحات لکھی ہیں ان شروحات میں آپ نے کثرت سے مؤطا امام محمد کی روایات کو بطور استدلال و استشہاد نقل کیا ہے۔[2]

اسی طرح مشہور "حافظ الحدیث جمال الدین زیلعی نے بھی مؤطا امام محمد "کی متعدد احادیث بہ سند نقل کی ہیں اور ان سے دلیل پکڑی ہے۔ [3]

محدث الشام "حافظ ابن حجر عسقلانی" نے بھی فتح الباری میں بکثرت مؤطا امام محمد کی احادیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔[4]

مؤطا امام محمد میں احادیث کی تعداد:

پوری کتاب میں مرفوع احادیث، آثار موقوفہ اور ان کے بعد مسندہ یا غیر مسندہ ہو ان کی تعداد 1180 ہے۔1005 امام مالک سے ہیں امام مالک کے طریق کے علاوہ کی تعداد 175 ہے اس میں سے 13 امام اعظم سے ہیں 4 امام یوسف سے بقیہ ان کے علاوہ سے ہیں۔[5]

تعلیق مجد کے مصنف کا تعارف:

نام ونسب: عبد الحی بن عبد الحلیم بن امین اللہ بن محمد اکبر بن ابو الرحم بن محمد یعقوب بن عبد العزیز بن محمد سعید بن شہید قطب الدین انصاری سیالوی لکھنوی ہے،ولادت کے ساتویں دن والد نے عبد الحیٔ نام رکھا ابو الحسنات علامہ لکھنوی بیان کرتے ہیں جب میرے والد نے میرا نام عبد الحی رکھا تو کسی ظریف الطبع نے ان سے کہا آپ نے نام سے حرف نفی حذف کیا ہے یہ درازی عمر اور حسن عمل کے لیے اچھا شگون ہے، مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ یہ اچھی فال میرے حق میں سچ ثابت ہو گی اور مجھے اللہ پاک میرے نام کی برکت سے دنیا میں حسن اعمال کے ساتھ درازی حیات اور قیامت کے دن پسندیدہ زندگی عطا کرے گا۔

کنیت: امام لکھنوی فرماتے ہیں سن بلوغ کے بعد میرے والد نے میری کنیت ابو الحسنات رکھی

نسبت: صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری کی نسبت سے انصاری ہیں اور شہر لکھنو کی طرف انتساب کر کے لکھنوی کہلاتے ہیں۔اور فرنگ محل کی طرف نسبت کرتے ہوئے اپ فرنگی محلی کہلاتے ہیں۔

ولادت: 26 ذوالقعدہ بروز منگل 1265ھ کو باندہ میں پیدا ہوئے جہاں انکے والد مدرسہ امیر نواب ذوالفقار والدولہ میں مدرس تھے۔[6]

نشوونما اور طالب علمی:

آپ بچپن ہی سے طلب علم دین میں لگ گئے خود لکھتے ہیں کہ پانچ سال کی عمر میں میں نے حفظ قران شروع کیا بچپن ہی سے میری یادداشت بہت اچھی تھی دس سال کی عمر میں میں نے قران مکمل کیا اور 10 سال کی عمر میں تراویح کی نماز پڑھائی جب میرے والد الحاج امام بخش مرحوم کے مدرسے میں مدرس تھے پھر میں نے اپنے والد سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی 17 سال کی عمر میں میں نے علوم عقلی اور نقلی کو حاصل کر لیا علوم ریاضیہ کی چند کتابوں کے علاوہ جو والد کے انتقال کے بعد ماموں اور استاد مولانا نعمت اللہ سے پڑھیں۔[7]

تصانیف: ابوالحسنات مولانا عبدالحئ لکھنوی فرنگی محلی کی تصنیفات و تالیفات شہرت واہمیت کی حامل ہیں اور تمام علوم وفنون میں آپ کے تبحر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

1: حل المغلق فی بحث مجہول المطلق

2: الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ

3: المقدمہ الجامع الصغیر المسماہ لنافع الکبیر

4: القول الاشرف فی الفتح عن المصحف

5: زجر ارباب الریان عن شرب الدخان۔

وفات:

علامہ کا انتقال 30 ربیع الاول 1304 کو ہوا نماز جنازہ میں ایک جم غفیر تھا اس لیے تین علماء مولوی محمد عبدالرزاق انصاری لکھنوی مولانا عبدالوہاب اور مولوی عبدالمجید بن عبدالحلیم انصاری نے باری باری پڑھائی بندوی کہتے ہیں نماز جنازہ میں کم و بیش ب ہزار سوگوار شریک ہوئے ابائی قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔[8]

تعلیق مجد کا تعارف:

مکمل نام: التعلیق المجد علی مؤطا امام محمد

یہ علامہ عبد الحیٔ رحمہ اللہ کی موطا امام محمد کی ایک مبسوط اور مفصل شرح ہے جو پاکستانی نسخوں میں حواشی کی صورت میں طبع ہے، اس کے شروع میں مصنف نے مفید مقدمہ لکھا ہے۔اس شرح میں آپ کا اسلوب یہ ہے کہ متن حدیث میں موجود غریب الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں، فقہاء کے مذاہب اور اختصار کے ساتھ ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں، متقدمین اور متاخرین شارحین حدیث کی تشریحات جابجا ذکر کرتے ہیں، خصوصاً فتح الباری، عمدۃ القاری سے، اگر وہ روایت بظاہر متعارض فیہ ہو تو اس کی تطبیق و ترجیح ذکر کرتے ہیں کسی صحابی کا نام پہلی مرتبہ آئے تو" الاستیعاب، أسد الغابۃ" اور الإصابۃ" سے مختصراً ان کے احوال ذکر کرتے ہیں، اس میں شرح حدیث کے ساتھ ساتھ کئی احادیث سے متعلق مفید مباحث کا ذکر ہے، خصوصاً اختلافی مسائل کو بڑے بسط و تفصیل کے ساتھ باحوالہ لکھا ہے۔مصنف صرف ناقل نہیں ہیں بلکہ معتدل ناقد عالم ہیں، آپ میں مذہبی تعصب نہیں تھا، اس شرح میں فقہاء اربعہ کے ساتھ دیگر ائمہ محدثین وفقہاء کی آراء بھی ذکر کی ہیں، جابجا ملا علی قاری رحمہ اللہ کے ان تسامحات کی بھی نشاندہی کی ہے جو ان سے موطا امام محمد کی شرح میں ہوئے ہیں، اس شرح کا محقق نسخہ وہ ہے جو ڈاکٹر تقی الدین ندوی کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں "دار القلم" سے طبع ہوا ہے۔[9]

تعلیق مجد کے مقدمے میں منہج واسلوب کا جائزہ:

تعلیق مجد کا مقدمہ اپنی نوعیت کا ایسا عظیم الشان مقدمہ ہے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، اس مقدمہ میں درج ذیل تیرہ فوائد پر گفتگو ہے :

الفائدة الأولى في كيفية شيوخ كتابة الأحاديث وبدأ تدوين التصانيف

یعنی پہلے فائدے کے تحت احادیث کی کتابت، تدوین حدیث اور اس فن پر لکھی گئی تصانیف کا ذکر ہے۔

الفائدة الثانية في ترجمة الإمام مالك

دوسرے فائدے میں امام مالک رحمہ اللہ کی جامع انداز میں سوانح ہے۔

الفائدة الثالثة في ذكر فضل الموطأ

تیسرے فائدے میں موطا مالک کے فضائل کا ذکر ہے۔

الفائدة الرابعة في دفع التعارض بين قول الشافعي وقول الجمهور

چوتھے فائدے میں امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کے قول کے درمیان تعارض کو دور کیا ہے۔

الفائدة الخامسة في ذكر أصح الأسانيد

پانچویں فائدے میں اسناد میں اصح الاسانید کا ذکر کیا ہے۔

الفائدة السادسة في ذكر الرواة عن مالك

چھٹے فائدے میں امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرنے والے رواۃ کا تذکرہ ہے۔

الفائدة السابعة في ذكر نسخ الموطأ

ساتویں فائدے میں موطا کے نسخوں کا ذکر ہے۔

الفائدة الثامنة في عدد أحاديث موطأ مالك

آٹھویں فائدے میں موطامالک کی احادیث کی تعداد ذکر کی گئی ہے۔

الفائدة التاسعة في ذكر من علق على الموطأ

نویں فائدے میں موطامالک کی مرسل اور معلق روایات ذکر کی گئی ہیں۔

الفائدة العاشرة في نشر مآثر الإمام محمد وشيخيه

دسویں فائدے میں امام محمد اور آپ کے دو شیوخ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہااللہ کی سوانح اور آپ پر کئے گئے نقد وجرح کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں۔

الفائدة الحادية عشر في ترجيح موطأ محمد

گیارہویں فائدے میں موطا محمد کی ترجیحات کا ذکر ہے۔

الفائدة الثانية عشر في تعداد الأحاديث التي في موطأ محمد

بارہویں فائدے میں موطا محمد میں موجود احادیث کی تعداد کا ذکر ہے۔

الفائدة الثالثة عشر في عادات الإمام محمد في الموطأ

تیرہویں فائدے میں امام محمد رحمہ اللہ کے موطا میں جو اسلوب وعادات رہی ہیں ان کا ذکر کیا ہے آپ کا یہ مفید مقدمہ اہل علم کے لئے ایک گراں قدر اور مفید معلومات پر مشتمل ایک نایاب تحفہ ہے۔

شرح کے منہج واسلوب جائزہ:

آپ رحمہ اللہ نے یہ حاشیہ بڑی محنت وجانفشانی سے لکھا ہے جس میں آپ کے تبحر علمی کو واضح دیکھا جاسکتا ہے، اس شرح میں آپ کا اسلوب یہ ہے کہ متن حدیث میں موجود غریب الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں، فقہاء کے مذاہب اور اختصار کے ساتھ ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں، متقدمین اور متاخرین شارحین حدیث کی تشریحات جابجاذ کر کرتے ہیں، خصوصاً فتح الباری، عمدۃ القاری سے، اگر وہ روایت بظاہر متعارض فیہ ہو تو اس کی تطبیق وترجیح ذکر کرتے ہیں کسی صحابی کا نام پہلی مرتبہ آئے تو "الاستیعاب، أسد الغابۃ"، "اور الإصابۃ" سے مختصراان کے احوال ذکر کرتے ہیں، اس میں شرح حدیث کے ساتھ ساتھ کئی احادیث سے متعلق مفید مباحث کا ذکر ہے، خصوصاًاختلافی مسائل کو بڑے بسط وتفصیل کے ساتھ باحوالہ لکھا ہے۔ مصنف صرف ناقل نہیں ہیں بلکہ معتدل ناقد عالم ہیں، آپ میں مذہبی تعصب نہیں تھا، اس شرح میں فقہاء اربعہ کے ساتھ دیگر ائمہ محدثین وفقہاء کی آراء بھی ذکر کی ہیں، جابجاملا علی قاری رحمہ اللہ کے ان تسامحات کی بھی نشاندہی کی ہے جو ان سے موطاامام محمد کی شرح میں ہوئے ہیں، اس شرح کا محقق نسخہ وہ ہے جو دکتور تقی الدین ندوی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں دار القلم' سے طبع ہوا ہے۔

اب ہم چند امثلہ سے محشی کے منہج واسلوب کو واضح کرتے ہیں:

- **۱:باب کی مناسبت بیان کرنا:**

مثلاً باب وقوت الصلاۃ کے بارے میں فرماتے ہیں:قدَّمه لأنها أصل في وجوب الصلاة، فإذا دخل الوقت وجب الوضوء وغيره، قاله الزرقاني"[10]

- **۲:اعراب اور معنی بیان کرنا:**

مثال ۱: حدیث کے الفاظ:"لِمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: مِنْ أَجْلِ كَثْرَةِ الخُطَا"میں لفظ خطا کا اعراب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

بضم الخاء وفتح الطاء جمع خطوة بالضم[11]

مثال ۲:باب الْوُضُوءِ فِي الاسْتِنْجَاءِ میں لفظ وضو پر حاشیہ میں فرماتے ہیں:قوله: الوضوء، بالفتح قد يُراد به غسل بعض الأعضاء، من الوضاءة وهي الحسن، كذا في «النهاية» وهو المراد ها هنا، والمقصود به غسل موضع الاستنجاء بالماء[12]

مثال ۳:بَابُ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ هَلْ يَجِبُ الْغُسْلِ میں ختانان پر حاشیہ میں فرماتے ہیں:قوله: الختانان، المراد به ختان الرجل وهو مقطع جلدته، وخفاض المرأة. وهو مقطع جليدة في أعلى فرجها تشبه عرف الديك بينها وبين مدخل الذكر جلدة رقيقة[13]

مثال۴:بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ میں مستحاضہ پر حاشیہ میں فرماتے ہیں:قال الجوهري: استُحيضت المرأة أي استمر بها الدم بعد أيَّامها فهي مستحاضة (إن الروايات في المستحاضة مختلفة جدًا يشكل الجمع بينها وقد جمع بينها شيخنا في «أوجز المسالك» ١/ ٢٤٠، فارجع إليه)

مثال۵:باب آمين في الصلاة میں آمین کے معانی کے بارے میں فرماتے ہیں:قوله: إذا أمَّن، قال الباجي: قيل: معناه إذا بلغ موضع التأمين، وقيل: إذا دعا، والأظهر عندنا أن معناه قال: آمين كما أن معنى فأمِّنوا قولوا: آمين. انتهى. والجمهور على القول الأخير. لكن أوّلوا قوله: إذا أمَّن على أن المراد إذا أراد التأمين ليقع تأمينُ الإمام والمأموم معًا، فإنه يُستحب فيه المقارنة، قال الشيخ أبو محمد الجويني: لا تستحب مقارنة الإمام في شيء من الصلاة غيره [14]

مثال٦:أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا نَافِعٌ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ تَغْسِلُ جَوَارِيهِ رجلَيْه ويُعطينَهُ الخُمرة وهنَّ حُيَّض ۔ حدیث میں الخمرہ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں:قوله: الخُمْرة، بضم الخاء المعجمة وسكون الميم، سجّادة صغيرة منسوجة من سعف النخل، مأخوذة من الخمر بمعنى التغطية، لأنها تغطي جبهة المصلي من الأرض، هذا حاصل ما في الضياء. وأغرب ابن بطال حيث قال: فإن كان كبيرًا قدر الرجل أو أكبر يقال له حصير لا خمرة. انتهى. وغرابته لا تخفى، كذا قال القاري [15]

- 3:اختلافِ نسخ پر تنبیہ:

آپ کی عادت ہے کہ جہاں موطا کے نسخوں میں اختلاف ہوتا ہے وہاں ان مقامات اور نسخ پر تنبیہ فرماتے ہیں:

مثال۱:بَابُ وُقُوتِ الصَّلاةِ کے حاشیہ میں فرماتےہیں : وقوت الصلاة، في رواية ابن بكير أوقات، جمع قلة، وهو أظهر لكونها خمسة: لكن وجه رواية الأكثرين وقوت جمع كثرة، وإنها وإن كانت خمسة، لكن لتكرارها كل يوم صارب كأنها كثيرة، كقولهم شموس وأقمار [16]

مثال۲:أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا عَمرو بنُ يَحْيى بنِ عُمَارة بنِ أَبِي حَسَنٍ المازِنِيُّ عَنْ أَبِيهِ يَحْيَى أَنَّه سَمِعَ جدَّهُ أبا حَسَن۔ اس سند میں لفظ سمع پر حاشیہ میں فرماتے ہیں:قوله: سمع، وقع في رواية يحيى الأندلسي، عن مالك أنه - أي: يحيى بن عمارة - قال لعبد الله بن زيد، فنسب السؤال إليه وهو على المجاز [17]

مثال۳:الَّذِي يُغَيِّبُ ظَهْرَ قَدَمَيْهَا. میں ظہر پر حاشیہ میں فرماتے ہیں:في نسخة: ظهور. قوله: ظهر قدميها، قال الأشرف: فيه دليل على أن ظهر قدمها عورة يجب سترها، وفي «شرح المنية» أن في القدمين اختلاف المشايخ، والأصح أنهما ليستا بعورة، كذا ذكره في «المحيط». وهو مختار صاحب «الهداية» و«الكافي»، ولا فرق بين ظهر القدم وبطنه خلافاً لما قيل إن بطنه ليس بعورة وظهره عورة“ [18]

۴:رواۃ کا تعارف اور ان پر جرح وتعدیل کا ذکر:

مثال1:قَالَ محمدُ بْنُ الْحَسَنِ: أَخْبَرَنَا مالكُ بنُ أَنَسٍ، عَنْ يزيدَبْنِ زِيَادٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بنِ رافعٍ مَوْلَى أمّ سَلَمَة

اس سند کے رواۃ پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:قوله: عن يزيد، قال ابن حجر في «تقريب التهذيب» (٣٦٤/٢): يزيد بن زياد أو ابن أبي زياد قد يُنسب إلى جدّه مولى بني مخزوم مدنّي، ثقة.

قوله عن عبد الله، قال ابن حجر (تقريب التهذيب ٤١٣/١): عبد الله بن رافع المخزومي أبو رافع المدني مولى أم سلمة، ثقة.

قوله: مولى أم سلمة، هي هند بنت أبي أمية، واسمه حذيفة، القرشية المخزومية، تزوَّجها رسول الله ﷺ عقب وقعة بدر، وماتت في شوال سنة ٦٢[19]

مثال۲:أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا إسحاقُ بنُ عبدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنْ أَنَسِ بنِ مالك۔سند میں راوی اسحاق کے بارے میں نقل کرتے ہیں:قوله: أخبرنا إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة، قال السيوطي (الإسعاف: ص ٦): وثَّقه أبو زرعة وأبو حاتم والنسائي، وقال ابن معين: ثقة حجة، مات سنة ١٣٤ هـ[20].

مثال۳:أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا عَمرو بنُ يَحْيى بنِ عُمارة بنِ أَبِي حَسَنٍ المازِنِيُّ ، عَنْ أَبِيهِ يَحْيَى أَنَّه سَمِعَ جدَّهُ أبا حَسَن۔سند میں جدہ پر کلام فرماتے ہیں کہ:قوله: جدَّه أبا حسن، قيل: اسمه كنيته، لا اسم له غير ذلك، وقيل اسمه تميم بن عبد عمرو، وهو جد يحيى بن عمارة والد عمرو بن يحيى شيخ مالك، مدني له صحبة، يقال: إنه ممَّن شهد العقبة وبدرًا، كذا في «الاستيعاب في أحوال الأصحاب» لابن عبد البر[21]

مثال۴:حضرت عبدَ اللَّهِ بنَ زَيْد بْنِ عَاصِمٍ پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:قوله: عبد الله بن زيد بن عاصم، وقع في رواية يحيى الأندلسي، عن مالك ها هنا: وهو جد عمرو بن يحيى، فظنوا أن الضمير يعود إلى عبد الله، وبناءً عليه قال صاحب الكمال وتهذيب الكمال في ترجمة عمرو بن يحيى بن عمارة أنه ابن بنت عبد الله بن زيد بن عاصم وليس كذلك، بل الضمير يعود إلى السائل، عن عبد الله، كذا في «تهذيب التهذيب» للحافظ ابن حجر

۵:مذاہب فقہاء کا ذکر:

آپ فقہی مسائل سے متعلق احادیث کے حاشیہ میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کو بھی ذکر فرماتے ہیں:

مثال۱: نماز ظہر کے وقت کے بارے میں مذاہب ائمہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:"قوله صَلِّ الظُّهر....إلخ، أجمع علماء المسلمين على أنَّ أول وقت صلاة الظهر زوال الشمس عن كبد السماء ووسط الفلك إذا استوقن ذلك في الأرض بالتأمل"۔

ترجمہ: علمائے مسلمین کا اس بات پر اجماع ہے کہ ظہر کا اول وقت زوال شمس ہے جب وہ آسمان سے زوال کی طرف آئے...

واختلفوا في آخر وقت الظهر، فقال مالك وأصحابه: أخر وقت الظهر إذا كان ظل كل شيء مثله بعد القدر الذي زالت عليه الشمس وهو أول وقت العصر بلا فصل. وبذلك قال ابن المبارك وجماعة. وفي الأحاديث الواردة بإمامة جبريل ما يوضِّح لك أن آخر وقت الظهر هو أول وقت العصر

ترجمہ: اور ظہر کے آخری وقت میں اختلاف ہے، امام مالک اور آپ کے اصحاب فرماتے ہیں کہ ظہر کا آخری وقت تب ہے جب بعد زوالِ شمس ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جائے اور یہی بلا فصل عصر کا اول وقت ہے۔

یہی قول ہے علامہ ابن مبارک اور ایک جماعتِ علماء کا ہے اور احادیثِ امامتِ جبریل میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ظہر کا آخری وقت ہی عصر کا اول وقت ہے۔

وقال الشافعي وأبو ثور وداود: آخر وقت الظهر إذا كان ظل كل شيء مثله، إلاّ أن بين آخر وقت الظهر وأول وقت العصر فاصلة، وهو أن يزيد الظل أدنى زيادة على المثل

ترجمہ: اور امام شافعی اور امام ابو ثور اور دواود فرماتے ہیں: ظہر کا آخری وقت تب ہے جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو جائے مگر یہ کہ وقتِ ظہر و عصر میں فاصلہ ہوتا ہے اور وہ اتنا کہ ایک مثل سے ادنیٰ اضافہ جتنا۔

وقال الحسن بن صالح بن حَيّ والثوري وأبو يوسف ومحمد وأحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه ومحمد بن جرير الطبري: آخر وقت الظهر إذا كان ظل كل شيء مثله، ثم يدخل وقت العصر ولم يذكروا فاصلة

ترجمہ: اور امام حسن بن صالح بن حیی اور سفیان ثوری اور امام ابو یوسف و محمد و احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ و ابن جریر طبری فرماتے ہیں: ظہر کا آخری وقت تب ہے جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو جائے اور عصر کے وقت کے مابین کوئی فرق بیان نہیں کیا۔

وقال أبو حنيفة: آخر وقت الظهر حين يصير ظل كل شيء مثليه. وخالفه أصحابه في ذلك، وذكر الطحاوي رواية أخرى عنه أنه قال: آخر وقت الظهر أن يصير ظل كل شيء مثله مثل قول الجماعة، ولا يدخل وقت العصر حتى يصير ظل كل شيء مثليه، وهذا لم يتابع عليه

ترجمہ: اور امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں: ظہر کا آخری وقت تب ہے جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جائے، اس معاملے میں آپ کے اصحاب نے آپ سے اختلاف کیا ہے اور امام طحاوی نے آپ سے ایک مثل والی روایت بھی نقل فرمائی ہے جماعتِ علماء کے قول کی مثل، اور وقتِ عصر داخل نہیں ہوتا یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جائے اور اس معاملے میں آپ کی کسی نے متابعت نہیں کی۔[22]

مثال ۲: غسل جمعہ کے وجوب وعدم وجوب کے بارے میں اختلاف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قوله: وليس بواجب، وذهب الظاهرية إلى وجوبه أخذًا من ظاهر الأحاديث المارَّة، وبه قال الحسن وعطاء بن أبي رباح، والمسيب بن رافع، ذكرهالعيني، وهو المروي عن أحمد في رواية والمحكيّ عن أبي هريرة وعمار بن ياسر، كذا قال القسطلاني. وذكر النووي في شرح صحيح مسلم أن ابن المنذر حكى الوجوب عن مالك، وكلام مالك في الموطأ وأكثر الروايات عنه تردّه.

ترجمہ: ظاہر یہ اس طرف گئے ہیں کہ غسل جمعہ واجب ہے پچھلی احادیث کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے، اور یہی قول ہے حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، مسیب بن رافع کا، یہ امام عینی نے ذکر کیا۔

اور یہی مروی ہے امام احمد سے ایک روایت میں اور یہی حکایت کیا گیا ہے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عمار بن یاسر سے، یہ امام قسطلانی نے فرمایا ہے۔

اور امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ بے شک ابن منذر امام مالک سے بھی وجوب کا قول نقل کرتے ہیں جبکہ موطا میں امام مالک کا کلام اور اکثر روایات اس دعوے کا رد کرتی ہیں۔

وقال ابن حجر: حكى ابنُ حزم الوجوب عن عمر وجمٍّ غفير من الصحابة ومن بعدهم، ثم ساق الرواية عنهم، لكن ليس فيها عن أحد منهم التصريح بذلك إلاّ نادرًا، وإنما اعتمد ابن حزم في ذلك على أشياء محتملة كقول سعد: ما كنت أظن مسلمًا يدع الغسل يوم الجمعة

ترجمہ: اور امام ابن حجر نے فرمایا: ابن حزم نے حضرت عمر اور صحابہ کے ایک جم غفیر اور بعد کے ائمہ سے وجوب کو نقل کیا اور روایات کو ذکر کیا لیکن ان میں سے سوائے چند کے کسی میں وجوب کی تصریح نہیں ہے اور ابن حزم نے محتمل اشیاء پر اعتماد کیا ہے جیسے حضرت سعد کا قول کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان غسل جمعہ کو ترک کرتا ہو گا۔[23]

مثال ۳: تیمم کی ضربوں کے بارے میں اختلاف ائمہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا نَأْخُذُ، والتيمُّمُ ضَرْبَتَانِ، ضربةٌ لِلْوَجْهِ، وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حنيفة

اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: قوله: وهو قول أبي حنيفة، وبه قال الثوري والليث بن سعد والشافعي وابن أبي سلمة وغيرهم، أنه لا يجزيه إلاَّ ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين إلى المرفقين. وبه قال مالك، إلاَّ أنه لا يرى البلوغ إلى المرفقين فرضًا (روي عن مالك، أنه يجعل مسح الكفين مفروضًا وما زاد إلى المرفقين سنة، عمدة القاري ١٧٢/٢)،

- **٦:حدیث کی تخریج، حکم اور دیگر طرق بیان کرتے ہیں:**

مثال۱: قَالَ مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا الرَّبِيع بن صَبِيحٍ ، عن سعيدٍ الرَّقَاشي ،عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ ، كِلاهُمَا يَرْفَعُهُ إِلَى النبيِّ ﷺ أنه قال:مَنْ توضَّأ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا ونِعْمَتْ وَمَنِ اغتسل فالغُسْل أفضل

اس حدیث کی تخریج کے بارے میں لکھتے ہیں:

أخرجه أبو داود والترمذي والنسائي عن قتادة، عن الحسن، عن سمرة، عن النبي ﷺ، قال الترمذي: حسن صحيح، وقد روي عن الحسن مرسلًا، وأخرجه أحمد في مسنده والبيهقي في سننه وابن أبي شيبة في مصنفه، وأعلَّه بعض المحدثين بأن الحسن لم يسمع من سمرة،كما قال ابن حبان في النوع الرابع من القسم الخامس: الحسن لم يسمع من سمرة شيئًا، وكذا قال ابن معين وشعبة، وقال الدارقطني: الحسن اختُلف في سماعه عن سمرة، والحسن لم يسمع من سمرة إلاَّ حديث العقيقة.

والجواب عنه أنه نَقل البخاري في أول «تاريخه الوسط»، عن على بن المديني أن سماع الحسن من سمرة صحيح. ونقله الترمذي عن البخاري وسكت عليه. واختاره الحاكم في المستدرك، والبزار، فيُقدَّم إثبات هؤلاء على نفي أولئك، وأما مرسله فهو مقبول، فإنَّ مراسيل الحسن معتمدة، وقد روى هذا الحديث جمع من الصحابة غير سمرة، أخرجه أصحاب الكتب المعتمدة، وضَعْفُ بعضها ينجبر بالبعض، منهم أنس أخرجه ابن ماجه عنه مرفوعًا: «من توضأ يوم الجمعة فبها ونِعْمَتْ تجزئ عنه الفريضة، ومن اغتسل فالغسل أفضل: وأخرجه الطحاوي والبزار والطبراني في»المعجم الوسط". ومنهم أبو سعيد الخدري أخرج حديثه البيهقي والبزار. ومنهم أبو هريرة أخرج حديثه البزار وابن عدي ومنهم جابر أخرجه عبد بن حميد وعبد الرزاق وابن عدي، ومنهم عبد الرحمن بن سمرة أخرجه الطبراني والعُقَيلي. ومنهم ابن عباس أخرجه البيهقي. وبالجملة هذا الحديث له أصل أصيل، وهو دالّ على أن الغُسل ليس بواجب، وإلاَّ فكيف يكون مجرَّد الوضوء حسنًا، واستدلَّ به بعضهم على الاستحباب، وهو كذلك لولا ثبوت مواظبة النبي ﷺ على الغسل يوم الجمعة فإنها دالَّة على الاستنان۔

اس حدیث کی تخریج میں متعدد کتب حدیث کے حوالے بیان فرمائے اس روایت پر ہونے والے اعتراض کا جواب بھی بیان فرمایا۔

مثال۲: وكان يَرى الإِسْفَارَ فِي الْفَجْرِ کے تحت متعدد احادیث اور ان کی تخریج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أما أحاديث الإسفار، فأخرج أصحاب السنن الأربعة (أخرجه أبو داود في المواقيت ١٦٢/١، والترمذي في باب ما جاء في الإسفار بالفجر ٢٩٠/١، والنسائي ٩٤/١، وابن ماجه، في باب وقت الفجر ١١٩/١، الطحاوي ١٠٥/١، والبيهقي

في السنن الكبرى ٢٧٧/١، والتلخيص الحبير: ١٨٢/١) وغيرهم من حديث محمود بن لبيد، عن رافع بن خديج، قال: قال رسول الله ﷺ: «أسفروا بالفجر، فإنه أعظم للأجر». قال الترمذي: حديث حسن صحيح.

وأخرجه ابن حبان بلفظ: «أسفروا بصلاة الصبح، فإنه أعظم للأجر». وفي لفظٍ له: «فكلما أصبحتم بالصبح، فإنه أعظم لأجوركم»، وفي لفظ للطبراني: «وكلما أسفرتم بالفجر، فإنه أعظم للأجر.«وأخرجه أحمد في مسنده «من حديث محمود بن لبيد مرفوعًا، والبزار في مسنده من حديث بلال نحوه[24]

اس میں آپ نے اسفار فجر کے حوالے سے حدیث مبارک کی متعدد احادیث کی کتب جیسے سنن اربعہ، طحاوی شریف، معجم الکبیر طبرانی وغیرہ سے تخریج فرمائی اور احادیث کے الفاظ کے اختلاف کی طرف بھی اشارہ فرمایا۔

حوالہ جات:

---

[1]: کتانی، محمد بن جعفر، الرسالہ المستطرفہ (بیروت: دار البشائع الاسلامیہ 2000ء) ص19

[2]: ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (368۔ 463ھ / 979۔ 1071ء)۔ التمہید۔ مغرب (مراکش): وزارت عموم الاوقاف والشؤون الاسلامیہ، 1387ھ۔

[3]: زیلعی، ابو محمد عبد اللہ بن یوسف حنفی (م762ھ)۔ نصب الرایۃ لاحادیث الہدایہ۔ مصر: دار الحدیث، 1357ھ۔

[4]: عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (773۔852ھ / 1372۔1449ء)۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، 1401ھ / 1981ء۔

[5]: لکھنوی، عبد الحی، التعلیق الممجد (دمشق: دار القلم 2005ء) 1 / 38 تا 42

[6]: ایضاً صفحہ 29

[7]: ایضاً صفحہ 29

[8]: غلام مرسلین، علامہ عبد الحئی لکھنوی فرنگی محلی حیات وخدمات (رامپور: صولت پبلک لائبریری) صفحہ 95

[9]: مولانا، محمد نعمان، کتب انواع حدیث کا تعارف (کراچی: مکتبہ متین، 2019ء) 1 / 363

[10]: لکھنوی، عبد الحی، التعلیق الممجد (دمشق: دار القلم 2005ء) 1 / 150

[11]: ایضاً جلد ۱ ص: ۱۸۹

[12]: ایضاً جلد ۱ ص: ۱۹۴

[13]: ایضاً ص: ۳۲۲

[14]: ایضاً ص: ۴۴۳

[15]: ایضاً ص: ۳۴۲

[16]: ایضاً ص: ۳۴۲

[17]: ایضاً ص: ۱۷۷

[18]:ایضاً،ص:۵۰٦

[19]:ایضاً،ص:۱۵۰

[20]:ایضاً،ص:۱۷۰

[21]:ایضاً،ص:۱۷۷

[22]:ایضاً،ص:۱۵۲

[23]:ایضاً،ص:۳۰۰

[24]:ایضاً،ص:۱٦۰